اولاد کی جنسی تربیت کیوں؟اور کیسے کریں؟

□ محمد لطیف مطہری کچوروی**

خلاصہ :

انسان کی دوسری خصوصیات کی طرح جنسی غریزے اور خواہشات نفسانی کو بھی تربیت دینے کی ضرورت ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے جنسی تعلیم وتربیت کا مطلب جنسی غریزہ کی رشد اور نشو ونما اس طرح سے کرنا ہے کہ عفت جنسی اور صحت جنسی دونوں حاصل ہو۔ دینی نقطہ نگاہ سے جنسی تعلیم وتربیت بلوغت سے قبل اور تقریبا انسان کی پیدائش سے ہی شروع ہوتی ہے۔ بچوں کی جنسی تعلیم وتربیت، تعلیم وتربیت کا ایک اہم اور حساس حصہ ہے۔ کیونکہ یہ بچے کی مستقبل میں سعادت اور شقاوت میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچوں کی جنسی تربیت کر کے بچوں پر ہونے والے جنسی تشدد کا بڑی حد تک خاتمہ کر سکتا ہے اور درندہ صفت افراد کو آسانی کے ساتھ کیفر کردار تک پہنچایا جاسکتا ہے۔ والدین بچوں کی جنسی تربیت کرکے یہ شعور دیں کہ ان کے جسم کے کچھ ذاتی حصوں کو کوئی دوسرا ہاتھ نہیں لگا سکتا ہے۔ کسی بھی دست درازی کی صورت میں بچے کو اس سے نمٹنے کے طریقے سکھانا، ان میں بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ ذہن میں پیدا ہونے والی خواہشات اور ان کو لگام دینے کے اسباب کی تعلیم، غیر شرعی طریقہ سے جنسی تعلقات کے دینی اور دنیوی نقصانات بھی مناسب عمر میں انہیں بتانا یہ سب درحقیقت تربیت جنسی ہے۔

متعدد قرآنی اور احادیثی شواہد کے مطابق والدین پر لازم ہے کہ وہ اس طرح کے تدابیر کا اہتمام کریں کہ ان کے بچے بالغ ہونے کے بعد مذہبی قوانین کے پابند ہوں اور شرعی احکامات کی مخالفت نہ کریں تاکہ ان کو آخرت کے عذاب کا سامنا کرنا نہ پڑے۔ جنسی تعلیم وتربیت کے مختلف طور وطریقے ہیں۔۱۔ مستقیم طریقہ: اپنے بچوں کو ایک یاد دہانی کے بطور خاندان میں معاشرتی اور تعامل کا صحیح طریقہ سکھائیں، خاندان میں مخالف جنس کے ساتھ تعلقات کی حد کیا ہے اور کس حد تک برقرار رکھنا ہے۔ ۲۔ غیر مستقیم طریقہ: بالواسطہ طریقہ کار میں، لڑکوں کے کمرے کو لڑکیوں سے علیحدہ کرنا جس کی دین اسلام میں سفارش کی گئی ہے۔ لہٰذا والدین اور مربی کو بچوں کی جنسی تعلیم وتربیت کے لئے براہ راست اور بالواسطہ طریقے استعمال کرنا چاہیے۔

کلیدی الفاظ: اسلامی تعلیم وتربیت. جنسی تعلیم، جنسی تربیت۔

مقدمہ:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔انسان کی خلقت کا مقصد معرفت اور قرب خداوندی حاصل کرنا ہے۔اسلام دین تعلیم وتربیت ہے اسی لئے خداوند متعال نے انسان کی تربیت کا بندوبست انسان کی تخلیق سے پہلے فراہم کیا اور انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا اور اس کے اندر ایسی صلاحیت ودیعت کی کہ جس کے ذریعہ انسان اگر اپنے وجدان کی طرف توجہ کرے تو اس کا وجدان اسے رہنمائی کرے۔خداوند متعال نے صرف اسی پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ عملی میدان میں بھی انسان کی تربیت کا سامان فراہم کرتے ہوئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انسان کامل، مربی اور انبیاء بھیجے تاکہ وہ انسان کو اس کی فطرت کے مطابق تربیت کرے۔ قرآن کریم انبیاء الٰہی کی بعثت کے اہداف میں سے ایک انسان کی تعلیم وتربیت کو قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے : (هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْأُمِّیِّنَ رَسُولًا مِّنْهُمْ یَتْلُواْ عَلَیهِمْ ءَایَاتِهِ وَ یُزَکِّیهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَ الحْکْمَةَ)[1] اس خدا نے مکہ والوں میں ایک رسول بھیجا ہے جو انہی میں سے تھا تاکہ وہ ان کے سامنے آیات کی تلاوت کرے،ان کے نفوس کو پاکیزہ بنائے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی کوشش یہی تھی کہ انسان کی اندرونی طاقت واستعداد مثبت پہلوؤں کی طرف گامزن ہو،اور وہ کمال اور سعادت کی بلندیاں طے کرے۔ قرآنِ کریم سورۂ آلِ عمران میں اِس نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: (لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى المُؤْمِنينَ إِذْ بَعَثَ فيهِمْ رَسُولاً مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ

[1] جمعہ،۲۔

آیَاتِهِ وَ یُزَکِّیهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتابَ وَ الْحِکْمَةَ وَ إِنْ کَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِی ضَلَالٍ مُبِینٍ)[۲] ایمان والوں پر اللہ نے بڑا احسان کیا کہ اُن کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا اور انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اِس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔امام خمینی رہ فرماتے ہیں: خدا کی طرف سے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ہیں وہ سب انسان کی تربیت اور انسان سازی کے لئے آئے ہیں۔ اسلامی تربیت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں انسان کی تمام ضرورتوں کو مد نظر رکھا گیا ہے خواہ مادی ہوں یا معنوی، جسمانی ہوں یا روحانی۔خداوند متعال نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوزا ہے جن میں سے ایک عظیم نعمت اولاد کی نعمت ہے۔ دین اسلام نے اس عظیم نعمت کے حوالے سے والدین کے اوپر کچھ ذمہ دایاں بھی عائد کی ہیں جن میں سے ایک اہم ذمہ داری اولاد کی صحیح تربیت کرنا ہے۔ بچے اس ننھے پودے کی مانند ہے جسے ہر قسم کی گرمی اور سردی سے محفوظ رکھ کر ایک تناور درخت کی شکل میں پروان چڑھانا ہوتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ والدین اپنے بچوں کی تربیت میں کسی قسم کی بھی کوئی کوتاہی اور لاپرواہی نہ کریں۔ بچوں کی اچھی تربیت کے لئے والدین کو خصوصی توجہ دینی چاہیے تاکہ ایک باکردار، پرہیزگار اور باتقوی فرد معاشرہ کے سپرد کرے۔اولاد کی تربیت کے بارے میں اسلام نے بہت زیادہ تاکید کی ہے اسی لئے بہت سے علماء اور دانشوروں نے تعلیم وتربیت کے موضوع پر اپنی کتابوں میں اولاد کی تربیت پر قلم فرسائی کی ہے۔ بچوں کی تربیت کا ایک حصہ ان کی جنسی تربیت کرنا ہے۔ بچوں کی جنسی تربیت کرکے بچوں پر ہونے والے جنسی تشدد کا بڑی حد تک خاتمہ کرسکتا ہے اور درندہ صفت افراد کو آسانی کے ساتھ کیفر کردار

---

[۲] آل عمران، ۱۶۴۔

تک پہنچایا جاسکتا ہے۔ والدین بچوں کی جنسی تربیت کرکے بچوں کو یہ شعور دیں کہ ان کے جسم کے کچھ ذاتی حصوں کو کوئی دوسرا ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ کسی بھی دست درازی کی صورت میں بچے کو اس سے نمٹنے کے طریقے سکھانا، ان میں بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ ذہن میں پیدا ہونے والی خواہشات اور ان کو لگام دینے کے اسباب کی تعلیم، غیر شرعی طریقہ سے جنسی تعلقات کے دینی اور دنیوی نقصانات بھی مناسب عمر میں انہیں بتانا یہ سب درحقیقت تربیت جنسی ہے۔

بچوں کا ۵ یا ۶ سال کی عمر سے بستر اور ممکن ہو تو کمرہ بھی الگ کر دینا چاہیے تاکہ ان کی معصومیت تا دیر قائم رہ سکے۔آج کل بچوں کو الگ کمرہ، کمپیوٹر اور موبائل جیسی سہولیات دے کر والدین ان سے غافل ہو جاتے ہیں. جس کا نقصان بعد میں خود والدیں کو اٹھانا پڑھتا ہے۔ بچوں پر غیر محسوس طریقہ سے نظر رکھنا چاہیے،انہیں اپنے کمرے کا دروازہ بند کرنے کی اجازت نہیں دینا چاہیے اسی طرح بچوں کے دوستوں اور بچیوں کی سہیلیوں پہ خاص نظر رکھیں تاکہ آپ کے علم میں ہو کہ آپکا بچہ یا بچی کا میل جول کس طرح کے لوگوں سے ہے، بچوں بچیوں کے دوستوں اور سہیلیوں پر بھی نظر رکھیں۔ والدین بچوں کو ان کی غلطیوں پہ سرزنش کرتے ہوئے بھی باحیااور مہذب الفاظ کا استعمال کریں ورنہ بچوں میں وقت سے پہلے بے باکی آجاتی ہے جس کا خمیازہ والدین کو بھی بھگتنا پڑتا ہے۔ والدین اپنے بچوں کو نماز کی تاکید کریں اور ہر وقت پاکیزہ اور صاف ستھرا رہنے کی عادت ڈالیں. کیونکہ جسم اور لباس کی پاکیزگی ذہن اور روح پر بھی مثبت اثرات مرتب کرتی ہے، بچیوں کو سیدھااور لڑکوں کو الٹا لیٹنے سے منع کریں۔

بچوں کے کمرے اور چیزوں کو غیر محسوس طور پر چیک کرتے رہیں،والدین کے علم میں ہونا چاہیے کہ بچوں کی الماری کس قسم کی چیزوں سے پر ہے۔ والدین اپنے بچوں کی تربیت نہیں کریں

گے تو وہ باہر سے سیکھیں گے جس میں زیادہ تر حصہ غلط اور من گھڑت ہوگا جس سے ان کے اذہان آلودہ ہوں گے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو عفت و پاکدامنی کی اہمیت اور پردے کے بارے میں تعلیم دیں۔

تربیت کی لغوی واصطلاحی تعریف:

لغت کی کتابوں میں لفظ "تربیت" کے لیے تین اصل اور ریشہ ذکر ہوئے ہیں۔ الف: ربا، یربو زیادہ اور نشوونما پانے کے معنی میں ہے۔ ب: ربی، یربی پروان چڑھنا اور برتری کے معنی میں ہے۔ ج: رب، یرب اصلاح کرنے اور سرپرستی کرنے کے معنی میں ہے۔ صاحب مفردات کا کہنا ہے کہ "رب" مصدری معنی کے لحاظ سے کسی چیز کو حد کمال تک پہچانے، پرورش اور پروان چڑھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

صاحب التحقیق کا کہنا ہے اس کا اصل معنی کسی چیز کو کمال کی طرف لے جانے، نقائص کو تخلیہ اور تحلیہ کے ذریعے رفع کرنے کے معنی میں ہے۔ بنابر این اگر اس کا ریشہ (اصل) "ربو" سے ہو تو اضافہ کرنا، رشد، نمو اور موجبات رشد کو فراہم کرنے کے معنی میں ہے لیکن اگر "رب" سے ہو تو نظارت، سرپرستی و رہبری اور کسی چیز کو کمال تک پہنچانے کے لئے پرورش کے معنی میں ہے۔

اسلامی علوم اور دینی کتابوں میں تربیت کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں:

۱۔ قصد اور ارادہ کے ساتھ کسی دوسرے افراد کی رشد کے بارے میں ہدایت کرنے کو تربیت کہا جاتا ہے۔

۲۔ تعلیم و تربیت سے مراد وہ فعالیت اور کوشش ہے کہ جس میں بعض افراد دوسرے افراد کی راہنمائی اور مدد کرتے ہیں تاکہ وہ بھی مختلف ابعاد میں پیشرفت کرسکے۔

۳۔ تربیت، سعادت مطلوب تک پہنچنے کے لئے انسان کی اندرونی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کا نام ہے تاکہ دوسرے لوگ اپنی استعداد کو ظاہر کرے اور راہ سعادت کا انتخاب کرے۔

۴۔ ہر انسان کی اندرونی استعداد کو بروئے کار لانے کے لئے زمینہ فراہم کرنا اور اس کے بالقوہ استعداد کو بالفعل میں تبدیل کرنے کے لئے مقدمہ اور زمینہ فراہم کرنے کا نام تربیت ہے۔

۴۔ شہید مطہری لکھتے ہیں: تربیت انسان کی حقیقی صلاحیتوں کو نکھارنے کا نام ہے۔ ایسی صلاحیتیں جو بالقوہ جانداروں (انسان، حیوان، پودوں) میں موجود ہوں انہیں بالفعل پروان چڑھانے کو تربیت کہتے ہیں۔ اس بناء پر تربیت صرف جانداروں سے مختص ہے۔

۵۔ تربیت سے مراد مربی کا متربی کے مختلف جہات میں سے کسی ایک جہت {جیسے جسم، روح ،ذہن، اخلاق، عواطف یا رفتار وغیرہ} میں موجود بالقوۃ صلاحیتوں کو تدریجی طور بروئے کار لانا یا متربی میں موجود غلط صفات اور رفتار کی اصلاح کرنا تاکہ وہ کمالات انسانی تک پہنچ سکے۔

جنسی تربیت کی تعریف

جنسی تربیت سے مراد والدین یا مربی کا بچے کی جنسی خواہشات کو صحیح سمت کی طرف رہنمائی کرنا اور اسے مختلف انحرافات سے بچانا تاکہ بچے بالغ ہونے کے بعد جنسی خواہشات کو پورا کرنے میں انحرافات کا شکار نہ ہو۔

جنسی تعلیم وتربیت کی اصطلاح میں جنسی لفظ کا استعمال بچے کی جنس {مذکر اور مونث} سے نہیں ہوتا بلکہ غالبا اس سے مراد جنسی غریزہ کی رشد اور نشوونما ہے، اس طرح سے کہ بالغ ہونے کے بعد جنسی انحرافات سے دور رہے۔

اولاد کی جنسی تعلیم وتربیت کی ضرورت پر قرآنی دلائل

متعدد قرآنی دلائل کے مطابق والدین پر لازم ہیں کہ وہ اپنے بچوں کی جنسی تعلیم وتربیت میں

کوتاہی نہ کریں۔اس سلسلے میں ہم تین قرآنی دلائل پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔

پہلی دلیل: آیہ وقایہ

يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُواْ قُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَ أَهۡلِيكُمۡ نَارٗا وَقُودُهَا النَّاسُ وَ الۡحِجَارَةُ عَلَيۡهَا مَلَٰٓئِكَةٌ غِلَاظٞ شِدَادٞ لَّا يَعۡصُونَ اللَّهَ مَآ أَمَرَهُمۡ وَ يَفۡعَلُونَ مَا يُؤۡمَرُونَ۔[۳] اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

حفاظت کی دو قسمیں ہیں: بعض اوقات خطرے سے حفاظت براہ راست ہوتا ہے اور کبھی کبھی بالواسطہ انسان خطرے سے کسی کو بچاتا ہے۔خود خطرے سے بچانا انسان کے اختیار میں نہیں ہے لیکن اس خطرے کے جو اسباب اور عوامل ہیں وہ انسان کے دائرہ اختیار میں ہے۔

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ میں جانے کے جو اسباب و عوامل ہیں ان اسباب و عوامل سے بچاو۔انسان صرف محرمات کو بجالا کر جہنم میں نہیں جاسکتا بلکہ واجبات کو ادا نہ کرکے بھی وہ جہنم میں جا سکتا ہے۔بنابر ایں جہنم سے اپنے اہل و عیال کو بچانے سے مراد واجبات کی ادائیگی کے اسباب فراہم کرنا اسی طرح محرمات سے اجتناب کرنے کے اسباب و عوامل فراہم کرنا ہے۔

لہٰذا اس آیت کے مطابق والدین پر واجب ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جنسی محرمات سے جتنا ہو سکے روک لیں اور جتنا ہو سکے اپنے بچوں کو بلوغت کے دوران اور اس کے بعد جنسی انحرافات سے دور رکھیں اور جتنا ہو سکے جنسی انحرافات کو کم کر دیں۔والدین اپنے اس ذمہ داری پر اس وقت کامیاب ہو نگے جب انہوں نے اپنے بچوں کے بالغ ہونے سے پہلے ہی اس اہم ذمہ داری کو {

[۳] تحریم،۶

جنسی تعلیم وتربیت } نبھانے کی کوشش کی ہو۔

دوسری دلیل: نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا

وَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَ التَّقْوَى۔[۴] اور (یاد رکھو) نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔

اس آیت میں لفظ "تعاونوا" جو امر کا صیغہ ہے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔تاہم کچھ شواہد کے مطابق یہاں وجوب کے معنی میں نہیں آیا ہے۔کیونکہ دوسروں کی کسی قسم کی بھی مدد کرنا خاص طور پر نیک اعمال اور تقویٰ میں ان کے ساتھ شریک ہونا اوران کی مدد کرنا ایک مستحب عمل ہے۔اور یہ بات واضح ہے کہ بچوں کی عفت اور بچوں کی جنسی تعلیم وتربیت میں مدد کرنا تقویٰ اور نیک کاموں میں مدد کرنے کے مصادیق میں سے ہیں ۔لہٰذا اس آیت کے مطابق والدین کے لئے مستحب ہے کہ وہ اپنے بچوں کی جنسی تعلیم وتربیت کا بندوبست کریں اور انہیں ہر قسم کی جنسی انحرافات سے بچائیں۔لیکن دوسرے دلائل کے مطابق والدین کے اوپر یہ ذمہ داری واجب ہے کہ وہ اس اہم اور سنگین ذمہ داری کو بطور احسن انجام دیں۔

امام سجاد علیہ السلام رسالۃ الحقوق میں فرماتے ہیں: { وَ أَمَّا حَقُّ وَلَدِكَ فَتَعْلَمُ أَنَّهُ مِنْكَ وَ مُضَافٌ إِلَيْكَ فِي عَاجِلِ الدُّنْيَا بِخَيْرِهِ وَ شَرِّهِ وَ أَنَّكَ مَسْئُولٌ عَمَّا وُلِّيتَهُ مِنْ حُسْنِ الْأَدَبِ وَ الدَّلَالَةِ عَلَى رَبِّهِ وَ الْمَعُونَةِ لَهُ عَلَى طَاعَتِهِ فِيكَ وَ فِي نَفْسِهِ فَمُثَابٌ عَلَى ذَلِكَ وَ مُعَاقَبٌ فَاعْمَلْ فِي أَمْرِهِ عَمَلَ الْمُتَزَيِّنِ بِحُسْنِ أَثَرِهِ عَلَيْهِ فِي عَاجِلِ الدُّنْيَا الْمُعَذِّرِ إِلَى رَبِّهِ فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ بِحُسْنِ الْقِيَامِ عَلَيْهِ وَ الْأَخْذِ لَهُ مِنْهُ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ}[۵]

تمہارے اوپر بیٹے کا حق یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ وہ تمہارا ہی ہے دنیا میں تمہی سے وابستہ ہے اور اس کا خیر وشر بھی تمہاری ہی طرف منسوب ہوتا ہے اور یہ ذمہ داری تمہاری ہے کہ اسے ادب

---

[۴] مائدہ،۲۔

[۵] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل ,ج , ۱۵ص ۱۶۸

سکھاؤ، اس کے پروردگا کی طرف اس کی راہنمائی کرو اور اس کی اطاعت میں اس کی مدد کرو اگر تم اس ذمہ داری کو پورا کروگے تو ثواب پاؤگے اور اگر اس کی انجام دہی میں کوتاہی کروگے تو سزا پاؤگے۔ پس اس کے لیے اس طرح نیک عمل کرو کہ اس کا حسن و جمال دنیا میں آشکار ہو جائے اور اس کی جو بہترین سرپرستی تم نے کی ہے اور جو نتیجہ تم نے حاصل کیا ہے وہ خدا کی بارگاہ میں تمہارے اور اس کے درمیان ایک عذر ہو جائے۔ لا قوۃ الا باللہ

علم حدیث کے ماہرین رسالۃ الحقوق کے سند کے تسلسل اور معتبر کتابوں میں تذکرہ ہونے کی بنا پر اس حدیث کو معتبر حدیثوں میں شمار کرتے ہیں۔[۶] اس حدیث کو ابو حمزہ ثمالی نے امام سجادؑ سے نقل کی ہیں اور علم رجال کے شیعہ علماء ابو حمزہ ثمالی کو "شیعوں کی برگزیدہ شخصیت"، "ثقہ" اور "معتمد" سمجھتے ہیں۔[۷] سب سے قدیم حدیثی مآخذ جن میں یہ حدیث بطور کامل نقل ہوئی ہیں یہ ہیں :ابن شُعبہ حَرّانی) متوفی ۳۸۱ھ) کی کتاب تُحَف العقول،[۸] شیخ صدوق متوفی ۳۸۲ھ کی تین کتابیں خصال،[۹] من لا یَحضُرُہُ الفقیہ[۱۰] اور اَمالی،[۱۱]۔مُستَدرَک الوسایل میں محدث نوری کے مطابق سید بن طاووس ۶۶۴-۵۸۹ ھ بھی اس حدیث کو اپنی کتاب فلاح السائل میں نقل

---

[۶] حسینی جلالی، سید محمد رضا، جہاد امام سجاد، ترجمہ موسی دانش، ص ۲۹۳، مشہد، بنیاد پژوہش ہای اسلامی، چاپ اول، ۱۳۸۲ش۔

[۷] نجاشی، احمد بن علی، رجال النجاشی، ص ۱۱۵، قم، جامعہ مدرسین، چاپ ششم، ۱۳۶۵ش۔

[۸] ابن شعبہ حرانی، حسن بن علی، تحف العقول عن آل الرسول، تحقیق علی اکبر غفاری، ص ۲۵۵، قم، جامعہ مدرسین، چاپ دوم، ۱۴۰۴ھ۔

[۹] صدوق، محمد بن علی، الخصال، تحقیق علی اکبر غفاری، ج ۲، ص ۵۶۴، قم، جامعہ مدرسین، چاپ اول، ۱۳۶۲ش۔

[۱۰] صدوق، محمد بن علی، من لایحضرہ الفقیہ، تحقیق علی اکبر غفاری، ج ۲، ص ۶۱۸ تا ۶۲۵، قم، جامعہ مدرسین، چاپ دوم، ۱۴۱۳ھ۔

[۱۱] صدوق، محمد بن علی، الامالی، ص ۳۶۸ تا ۳۷۵، تہران، کتابچی، چاپ ششم، ۱۳۷۶ش۔

کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے شیخ کلینی کی کتاب رسائل الائمہ سے نقل کئے ہیں۔ البتہ یہ مطلب کتاب فلاح السائل کی شایع شدہ نسخے میں موجود نہیں؛ لیکن مستدرک الوسائل کی مصححین کہتے ہیں کہ یہ مطلب اس کتاب کے غیر مطبوع نسخے میں موجود ہے۔[۱۲]

لفظ {حق} وجوب پر دلالت کرتی ہے اگرچہ اس رسالہ میں بعض حقوق جو امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے وہ مستحب حقوق پر مشتمل ہے لیکن اس عبارت{انّکَ مسؤولٌ}کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں وجوب کے معنی میں آیا ہے لہٰذا والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کی جنسی تربیت میں ان کی مدد کریں اور یہ بات واضح ہے کہ والدین کو اس کام کے لئے اپنے بچوں کی بلوغت سے پہلے ہی مختلف پروگرام اور اقدامات اٹھانے ہوں گے۔

تیسری دلیل: حرام کاموں میں ایک دوسرے کی تعاون نہ کرنا

وَ لَا تَعَاوَنُواْ عَلَى الْاثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اتَّقُواْ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ۔[۱۳] اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرو، اللہ کا عذاب یقینا بہت سخت ہے۔

اس آیت مجیدہ میں حرام کاموں کے لئے ہر قسم کی تعاون، مشارکت اور مدد کو حرام قرار دیا ہے۔ {وَلَا تَعَاوَنُوا} یہ عبارت نہی کا جملہ ہے جو حرمت پر دلالت کرتی ہے۔{الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} محرمات پر دلالت کرتی ہے اسی لئے اس آیہ کا ظہور حرمت پر ہی دلالت کرتا ہے۔

پہلی صورت میں کہا گیا کہ والدین ایسے طریقہ کار اپنائے جس سے وہ اپنی بچوں کی صحیح جنسی تربیت

---

[۱۲] محدث نوری، حسین بن محمد تقی، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، مؤسسہ آل البیت علیہم السلام، چاپ اول، ۱۴۰۸ھ۔

[۱۳] مائدہ، ۲۔

کر سکیں تا کہ وہ جنسی انحرافات اور محرمات سے بچ سکیں اور وہ اپنی جنسی خواہشات کو کنٹرول کریں اور جائز طریقہ سے اپنے خواہشات کو پورا کریں۔یہ دلیل والدین کو دوبارہ اس اہم ذمہ داری کی طرف آگاہ کر رہا ہے کہ اپنے بچوں کی جنسی تربیت کرنے کے بجائے خدانخواستہ ایسا کام اور ایسا زمینہ فراہم نہ کرے جس سے بچہ جنسی انحرافات کا شکار ہو کیونکہ والدین کے بعض رفتار ان کے بچوں کے گمراہ ہونے اور ان کے جنسی انحرافات کا شکار ہونے کا باعث بن سکتے ہیں۔اس لئے والدین گھر میں نہایت احتیاط کے ساتھ ہی ایک دوسرے کے ساتھ جنسی مسائل پر گفتگو کریں۔

جنسی تربیت کا طریقہ کار

جنسی تربیت دو طریقوں سے ، براہ راست اور بالواسطہ کی جاسکتی ہے۔براہ راست جنسی تربیت کا طریقہ یہ ہے کہ بچوں کو ایک یاد دہانی کے بطور خاندان میں معاشرتی اور تعامل کا صحیح طریقہ سکھائیں، خاندان میں مخالف جنس کے ساتھ تعلقات کس حد برقرار رکھنا ہے۔خواتین کا لڑکیوں کے لئے رہنمائی کرنا اسی طرح مرد حضرات کا لڑکوں کے لئے رہنمائی کرنا۔ غیر مستقیم طریقہ سے جنسی تربیت کرنے سے مراد جس طرح دین اسلام نے اس بات کی سفارش کی ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کے کمروں کو الگ کرنا۔۔۔وغیرہ

امام رضا علیہ السلام اس سوال کے جواب میں کہ غیر محرم مردوں کے لئے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ عورتوں کے بالوں کو دیکھنا کیوں ممنوع ہیں؟فرماتے ہیں: کیونکہ یہ نگاہ اس کے جذبات کو ابھارنے کا سبب بنتا ہے جو بدعنوانی اور فساد اخلاقی کی طرف رجحان پیدا کرتا ہے اور غیر مہذبانہ فعل کے ارتکاب کے لئے پیش خیمہ بن سکتا ہے۔

لہٰذا ان طریقوں کو استعمال کرنا ضروری ہے جو خاندان میں حیاء اور شائستگی کو برقرار

رکھتا ہے۔ تمام لڑکیوں اور لڑکوں کو جو جنسی شناخت کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں براہ راست یا بالواسطہ جنسی تربیت کے ذریعہ رہنمائی کرنی چاہئے تاکہ عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ فساد اخلاقی اور تباہی میں مبتلا نہ ہوں۔ کیونکہ چھوٹے عمر میں بچوں کے پاس اپنی اصلاح کے حوالے سے ضروری معلومات نہیں ہوتے ہیں۔ لہٰذا والدین اور مربی حضرات کو چاہیے کہ وہ بچوں کی جنسی تربیت کے لئے دونوں طریقہ کار سے استفادہ کریں۔

جنسی خواہشات کو تحریک کرنے والے اسباب کی روک تھام

یہ تصور حقیقت کے برخلاف ہیں کہ ایک بچہ بلوغت تک جنسی خواہش نہیں رکھتا اور یہ کہ اس کے سامنے جو بھی کرے اس کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ جنسی خواہشات انسان میں پیدائش سے ہی موجود ہوتا ہے۔ دانشمندوں کے نزدیک بچے بھی جنسی طور پر تحریک ہو سکتے ہیں یہاں تک کہ بعض کے مطابق { orgasm } کی حد تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ ماہرین نفسیات کا خیال ہے کہ جنسی خواہشات کی قبل از وقت تحریک، بچے کو صحیح وقت سے پہلے ہی اس چیز سے آگاہ کر دیتا ہے، اور پھر اسے ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس مسئلے کی تصدیق دین اسلام نے کی ہے اور جو روایات اس سلسلے میں کتابوں میں نقل ہوئی ہیں، اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ بچوں میں بھی جنسی خواہشات ہوتی ہے، لہٰذا بچوں کے جنسی خواہشات کو وقت سے پہلے تحریک کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ بچوں کے جلد بلوغ ہونے کے منفی نتائج سے والدین کو آگاہی حاصل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ یہ جان لیں کہ اپنے بچوں کو کیسے انحرافات اور فساد اخلاقی سے بچایا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے جو مناسب روش اور طریقہ کار ہیں وہ یہ ہیں:

مناسب روش اور طریقہ کار

۱۔ بچوں کے بستر کو الگ کرنا

ممیّز بچوں کے ایک ہی بستر میں سونے کی وجہ سے ممکن ہے کہ بچے جلد بالغ ہو اور ممکن ہے کہ ناجائز تعلقات بھی پیدا کرے۔اس لئے دین اسلام نے اس آسیب سے بچنے کے لئے دستور دیا ہے کہ بھائی اور بہن کے بستروں کو الگ کریں۔

ہمارے پاس اس سلسلے میں روایتوں کی تین قسمیں ہیں جن میں بستر کو الگ کرنے کا عمر چھ، سات اور دس سال بیان کیا گیا ہے۔ایک حدیث میں امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: {انه يفرق بين الصبيان فى المضاجع لست سنين}[۱۴] چھ سال کے بچوں کا بستر الگ ہونا چاہئے۔

ایک اور حدیث میں ، امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: { يَثَّغِرُ الصَّبِيَ لِسَبعٍ، ويُؤمَرَ بِالصَّلاةِ لِتسعٍ، ويُفَرّقُ بَينهم فِي المَضاجِعِ لِعَشرٍ }[۱۵]سات سال کی عمر میں، بچہ اپنے دانت کھو دیتا ہے اور نو سال کی عمر میں اسے نماز پڑھنے پر مجبور کیا جاتا ہے، اور دس سال کی عمر میں ، ان کے بستر الگ ہو جاتے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: :{ إذا بَلَغَ أولادُكُم سَبعَ سِنينَ فَفَرِّقوا بَينَ فُرُشِهم...}[۱۶]جب آپ کے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کا بستر الگ کریں۔اسی محتوی کو ایک اور عبارت میں یوں فرماتے ہیں: {فرقوا بين اولادكم فى المضاجع اذا بلغوا سبع سنين}[۱۷] جب آپ کے بچوں کی عمر سات سال سے زیادہ ہو تو ان کے بستر کو الگ کریں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں: { الصَّبِيَ وَالصَّبِيَ، وَالصَّبِيَ

---

[۱۴] کتاب من لایحضرہ الفقیہ، ج ۳، ص ۴۳۶؛ وسائل الشیعۃ، ج ۲۰، ص ۲۳۱.

[۱۵] الکافی : ج ۷ ص ۶۹ ح ۸ ، تہذیب الأحکام : ج ۹ ص ۱۸۳ ح ۷۳۸ کلاہما عن عیسی بن زید عن الإمام الصادق علیہ السلام.

[۱۶] المستدرک علی الصحیحین، ج ۱، ص ۲۰۱؛ کنز العمال، ج ۱۶، ص ۴۴۱، ح ۴۵۳۲۹.

[۱۷] مکارم الأخلاق، ص ۲۲۳؛ بحار الأنوار، ج ۱۰۴، ص ۹۶، ح ۵۴.

وَالصَّبِيّةُ، وَالصَّبِيّةُ وَالصَّبِيّةُ يُفرّقُ بينَهم في المَضاجِعِ لِعَشرِ سِنينَ}[۱۸] دس سال کے بچوں کا بستر، چاہے وہ لڑکے کے ساتھ لڑکا ہو، یا لڑکا لڑکی ہو، یا لڑکی لڑکی ہو، الگ الگ ہونا چاہئے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: يُفَرّقُ بَينَ الغلمانِ وَالنِّساءِ فِي المَضاجِعِ اذا بلَغوا عَشرَ سِنينَ[۱۹]. جب لڑکے دس سال کی عمر میں پہنچ جاتے ہیں تو ان کا بستر خواتین سے الگ ہو جاتا ہے۔

۲۔ بچوں کے جنسی اعضاء کو ہاتھ نہ لگانا

بچوں کو جنسی انحرافات سے روکنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ان کے شرمگاہ کو چھونے سے گریز کریں۔ چھ سال سے زائد عمر کے بچوں میں جنسی طور پر تحریک ہونے کا زیادہ احتمال پایا جاتا ہے، اور اس عمر کے بچوں کے جنسی اعضاء کو چھونے سے جنسی انحرافات کا زمینہ فراہم ہوتا ہے۔ اسی بات کی نشاندہی کرتے ہوئے امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: {مُباشَرَةُ المَرأةِ ابنَتها اذا بلَغَت ستَّ سِنينَ شُعبَةٌ مِنَ الزِّنا}[۲۰] چھ سال کی عمر تک پہنچنے کے بعد عورت کا اپنی بیٹی کے شرمگاہ کو چھونا ایک قسم کی زنا ہے۔

اس طرح کی روایات میں زنا سے مراد اس کا عام معنی مراد ہے یعنی اس میں طرح طرح کے جنسی انحرافات شامل ہیں جیسے: مشت زنی، ہم جنس پرستی اور زنا وغیرہ۔ جب ماں اپنی بیٹی کے شرمگاہ کو چھوتی ہے تو اس بات کا امکان موجود ہے کہ یہ بچی جوانی میں مشت زنی اور ناجائز تعلقات کی طرف رجوع کرے۔ لہٰذا بچپن میں ماں کا یہ فعل اس کے جوانی میں جنسی انحرافات کے لئے زمینہ فراہم کرتا ہے۔ اسی وجہ سے امام علی علیہ السلام نے اس فعل کی قباحت کی شدت کو مد نظر رکھتے

---

[۱۸] کتاب من لایحضرہ الفقیہ، ۳، ص۴۳۶.
[۱۹] الکافی: ج ۶ ص ۴۷ ح ۶ عن ابن القداح، الخصال: ص ۴۳۹ ح ۳۰.
[۲۰] کتاب من لایحضرہ الفقیہ، ج ۳، ص ۴۳۶؛ وسائل الشیعۃ، ج ۲۰، ص ۲۳۰؛ بحار الانوار، ج ۱۰۴، ص ۹۶.

ہوئے اسے زنا سے تعبیر کیا ہے۔

۳۔ بچے اور بچیوں کا بوسہ لینا

اس بات کے باوجود کہ دین اسلام میں بچوں کے ساتھ پیار و محبت کی تاکید کی گئی ہے لیکن یہی عمل کسی خاص معینہ عمر کے بعد نامحرم افراد کے لئے ممنوع قرار دیا ہے۔ اگرچہ ہم نے کسی روایت میں یہ نہیں دیکھا کہ بلوغت سے پہلے ہی لڑکیوں کو حجاب اور خاص لباس پہننے پر مجبور کرنے کا حکم موجود ہو لیکن کچھ ایسے تعلقات جیسے: بوسہ لینا اور نامحرم افراد کا بچیوں کو گود میں اٹھانا اور گلے لگانا وغیرہ ان چیزوں کی نہی کی گئی ہے۔ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: {إذا أتَت عَلَى الجارِيَةِ ستُّ سِنينَ لَم يَجُز أن يُقَبِّلها رَجُلٌ لَيسَ هى بِمَحرَمٍ لَهُ ، ولا يَضُمها إلَيه}[۲۱] جب لڑکی چھ سال کی عمر میں پہنچ جائے تو کسی نامحرم افراد کے لئے اسے بوسہ دینا یا اس کو گلے لگانا جائز نہیں ہے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص امام سے پوچھتا ہے: ایک نامحرم لڑکی خود میرے آغوش میں بیٹھ جاتی ہے اور میں اسے اٹھا کر اس کا بوسہ لیتا ہوں ،اس کا کیا حکم ہے؟امام نے جواب میں فرمایا: {إذا أتى عليها ست سنين فلا تضعها على حجرك.}[۲۲] اگر لڑکی چھ سال کی ہو جائے تو اسے اپنے پاؤں پر مت بیٹھاو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی روایت نقل ہے کہ آپ نے فرمایا: {إذا بَلَغَتِ الجارِيَةُ ستَّ سِنينَ فَلا تُقَبِّلها ، وَالغُلامُ لا يُقَبِّلُ المَرأةَ إذا جاوَزَ سَبعَ سِنينَ }[۲۳] جب کوئی لڑکی چھ سال کی عمر میں پہنچ جائے تو کسی لڑکے کے لئے اس کا بوسہ لینا جائز نہیں ہے، اور جب لڑکا

---

[۲۱] تہذیب الأحکام، ج۷، ص۴۶۱؛ وسائل الشیعۃ، ج۲۰، ص۲۳۱.
[۲۲] الکافی، ج۵، ص۵۳۳؛ وسائل الشیعۃ، ج۲۰، ص۲۲۹.
[۲۳] کتاب من لایحضرہ الفقیہ، ج۳، ص۴۳۷؛ وسائل الشیعۃ، ج۲۰، ص۳۳۰؛ بحار الأنوار، ج۱۰۴، ص۹۶، ح۵۱.

سات سال کی عمر میں پہنچ جائے تو کسی نامحرم عورت کے لئے اس کا بوسہ لینا جائز نہیں ہے۔لڑکیوں کی جلد بلوغت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکوں سے ایک سال پہلے لڑکیوں کی عمر کا تذکرہ کیا ہے کیونکہ لڑکیاں لڑکوں سے پہلے ہی ان امور سے واقف ہو جاتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کی ہدایات فرما کر درندہ صفت افراد کے لئے سو استفادہ کرنے کا راستہ بند کر دیتے ہیں جو بچوں اور بچیوں کے ساتھ پیار اور محبت کے نام سے اپنی جنسی خواہشات کی تسکین کے درپے ہوتے ہیں۔ بڑے بچے اور بچیوں کے ہونٹوں کا بوسہ لینا غالبا جنسی تحریک کا باعث بنتا ہے اسی لئے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: {ليس القبله على الفم الا للزوجه والولد الصغير}[۲۴] چھوٹے بچے اور بیوی کے علاوہ کسی اور کے ہونٹوں کا بوسہ لینا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا والدین اور دوسرے تمام افراد کو چاہیے کہ بچوں اور بچیوں کے ساتھ پیار و محبت کرتے وقت نہایت ہی احتیاط اور آگاہی کے ساتھ پیار و محبت کا اظہار کرے۔

۴۔ والدین کا مخفی طور پر جنسی تعلقات قائم کرنا

بچوں کو جلدی جنسی تحریک سے روکنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ والدین اپنے بچوں سے مخفی طور پر ہمبستری انجام دیں اور یہ حکم بچے کی پیدائش سے لے کر نوجوانی تک کے لئے ہے۔ یعنی والدین اپنے بچوں کے سامنے جنسی تعلقات قائم کرنے سے اجتناب کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: { وَالَّذي نَفسي بِيَدِه ، لَو أنَّ رَجُلاً غَشِيَ امرأَتَهُ وفِي البَيتِ صَبِيّ مُستَيقِظٌ يَراهما ويَسمَعُ كَلامهما ونَفَسسهما ما أفلَحَ أبَدا ؛ إذا كانَ غُلاما كانَ زانيا ، أو جارِيَةً كانَت زانِيَةً} اس ہستی کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہیں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ اس حالت میں جنسی تعلقات قائم کرے کہ اس کے گھر میں ایک بچہ انہیں دیکھ رہا ہوں یا ان کی آواز

[۲۴] الکافی، ج ۲، ص ۱۸۶، ح ۶؛ بحار الانوار، ج ۱۰، ص ۲۴۶، ح ۱۲۔

اور سانسیں سن رہا ہو تو وہ کبھی بھی ہدایت نہیں پائیں گے چاہے لڑکا ہو یا لڑکی، وہ زناکار ہوگا۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: {لا يُجامِعِ الرّجُلُ امرأَتَهُ ولا جارِيَتَهُ وفِي البَيتِ صَبِيَ ؛ فَإِنَّ ذلكَ مِمَّا يورِثُ الزِّنا}[۲۵] بچوں کے سامنے اپنی بیویوں کے ساتھ جنسی تعلقات قائم مت کرو، کیونکہ یہ ان بچوں کے زناکار ہونے کا باعث بنتا ہے۔

بچے کی موجودگی میں میاں بیوی کا جنسی تعلقات قائم کرنا ان عوامل میں سے ہیں جس کی وجہ سے جنسی انحرافات کا شکار ہو سکتا ہے۔ کیونکہ والدین کے اس طرز عمل کو دیکھ کر بچے کا تجسّس بڑھ جاتا ہے اور پھر وہ اپنے دوست کے ساتھ اسی طرز عمل کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ماہرین نفسیات کے مطابق بھی اس عمل کا بچے پر نفسیاتی اثر پڑتا ہے۔

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: { نهى رَسولُ اللّه صلى لله عليه و آله أن يُجامِعَ الرّجُلُ امرأَتَهُ وَالصَّبِيَ فِي المهد يَنظُرُ إلَيهما}[۲۶] رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حالت میں مرد کو اپنی بیوی سے جماع کرنے سے منع فرمایا جب کوئی بچہ گہوارے میں ہو اور انہیں دیکھ رہا ہو۔ اس حدیث میں بھی بچوں کو جنسی انحرافات سے روکنے کے اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ میاں بیوی ایسی جگہ جنسی تعلقات قائم نہ کریں جہاں بچہ والدین کو دیکھ رہا ہو یا ان کی آواز سن رہا ہو۔

حقیت میں یہ حکم عمومیت رکھتا ہے اور ہر اس مورد کو شامل ہوتا ہے جو جنسی تحریک کا باعث بنتا ہے چاہے کسی فحش فلموں کو دیکھ کر ہو یا والدین کی طرف سے بےاحتیاطی کی بناپر انہیں کوئی تحریک آمیز منظر دیکھنے کو ملے لہٰذا جو والدین غفلت کی وجہ سے بچوں کو ایسی فلمیں دیکھنے کی اجازت دیتے ہیں، یا ان کے ہاتھوں میں موبائیل دیتے ہیں اور کبھی یہ چیک نہیں کرتے کہ بچے

---

[۲۵] الکافی، ج۵، ص۴۹۹-۵۰۰، وسائل الشیعۃ، ج۲۰، ص۱۳۲.

[۲۶] الجعفریّات : ص ۹۶ ، النوادر للراوندی: ص ۱۲۰ ح ۱۲۹ کلاہما عن الإمام الکاظم عن آبائہ علیہم السلام.

کن کن چیزوں کو مشاہدہ کرتا ہے، تو ایسے والدین کو مستقبل میں سنگین نتائج کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے، کیونکہ اس چیز کا ذمہ دار خود ان کے والدین کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

۵. والدین کے مخصوص کمرے میں داخل ہوتے وقت اجازت طلب کرنا

والدین رات کو سونے کے لئے جو لباس پہنتے ہیں اسی طرح ان کے سونے کے انداز کو دیکھ کر بچے کا ذہن مختلف چیزوں کی طرف مشغول ہو جاتا ہے اور یہی منظر بچے کے جنسی تحریک کا سبب بھی بن سکتا ہے اس لئے خداوند متعال نے بچوں کو یہ حکم دیا ہے کہ والدین کے کمرے میں داخل ہوتے وقت ان سے اجازت طلب کریں۔

يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُواْ لِيَسْتَذنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكمُ وَ الَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُواْ الحُلُمَ منكمُ ثَلَاثَ مَرَّات مِن قَبْلِ صَلَوة الْفَجْرِ وَ حِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَة وَ من بَعْد صَلَوة الْعِشَاء ثَلَاثُ عَوْرَات لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحُ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْض كَذَالكَ يُبَينِ اللَّهُ لَكُمُ الاَيَات وَ اللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ.وَ إِذَا بَلَغَ الْأَطْفَلُ منكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَذنُواْ كَمَا اسْتَذَنَ الَّذِينَ من قَبْلِهِمْ كَذَالكَ يُبَينِ اللَّهُ لَكُمْ ءَايَتِه وَ اللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔[۲۷]

اے ایمان والو! ضروری ہے کہ تمہارے مملوک اور وہ بچے جو ابھی بلوغ کی حد کو نہیں پہنچے ہیں تین اوقات میں تم سے اجازت لے کر آیا کریں، فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو جب تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد، یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں، ان کے بعد ایک دوسرے کے پاس بار بار آنے میں نہ تم پر کوئی حرج ہے اور ان پر، اللہ اس طرح تمہارے لیے نشانیاں کھول کر بیان فرماتا ہے اور اللہ بڑا دانا، حکمت والا ہے۔

اور جب تمہارے بچے بلوغ کو پہنچ جائیں تو انہیں چاہیے کہ وہ اجازت لیا کریں جس طرح پہلے (ان کے بڑے) لوگ اجازت لیا کرتے تھے، اس طرح اللہ اپنی آیات تمہارے لیے بیان کرتا ہے

---

[۲۷] نور، ۵۸-۵۹

اور اللہ بڑا دانا، حکمت والا ہے۔

آیہ کریمہ کے بارے میں موجود احتمالات

آیہ کریمہ کے بارے میں تین احتمالات موجود ہیں۔پہلا احتمال یہ ہے کہ نابالغ بچوں کا والدین کے کمروں میں داخل ہونے کے لئے اجازت لینا ایک قسم کی تمرین ہے۔یہ ایک شرعی اور لازمی {مولوی} حکم نہیں ہے کہ اگر اس کے خلاف عمل کریں تو آخرت میں سزا درکار ہو۔کچھ افراد کا خیال ہے کہ نابالغ افراد پر کوئی شرعی ذمہ داری نہیں ہے اس لئے بچوں پر واجب نہیں ہے بلکہ والدین پر واجب ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اس چیز کی تعلیم دیں۔[۲۸]

دوسرا احتمال یہ ہے کہ امر کا صیغہ یہاں شرعی اور لازمی حکم {مولوی} کو بیان کر رہا ہے جو نابالغ افراد پر لازم قرار دے رہا ہے کہ وہ اپنے والدین کے کمروں میں جاتے وقت ان سے اجازت طلب کریں۔[۲۹]

تیسرا احتمال یہ ہے کہ یہ ایک شرعی حکم ہے اور بچوں پر والدین کے کمرے میں داخل ہوتے وقت اجازت طلب کرنے کو واجب قرار دیتا ہے لیکن ادلہ رفع قلم کی بنا پر نابالغ افراد کے لئے والدین کے کمرے میں داخل ہوتے وقت اجازت طلب کرنا مستحب ہے۔

ان تینوں احتمالات میں سے تیسرا احتمال زیادہ قوی ہے یعنی نابالغ بچوں کے لئے والدین کے کمرے میں داخل ہونے کے لئے اجازت لینا مستحب ہے۔لیکن نابالغ افراد اس عمل کو ترک کر دیں تو وہ مستحق عقاب نہیں ہوں گے لیکن اگر کوئی اس عمل کو انجام دیں تو وہ مستحق ثواب ہوگا۔ پس نابالغ افراد کے لئے اجازت طلب کرنا مستحب ہے لیکن بالغ افراد کے اوپر لازم ہیں کہ وہ اپنے

---

[۲۸] انصاری، موسوعۃ احکام الاطفال وادلتہا، ج ۳، ص ۵۰۵.
[۲۹] طوسی، تفسیر التبیان، ج ۷، ص ۴۶۰.

والدین کے کمرے میں داخل ہوتے وقت اجازت طلب کریں۔

قرآن مجید نے ان تین اوقات میں اجازت طلب کرنے کی جو علت بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ یہ تین اوقات پردے کے ہیں یعنی والدین اپنے جنسی خواہشات کی تسکین کرتے ہیں لہٰذا اگر ان تین اوقات کے علاوہ بھی ان کے آرام اور جنسی تسکین کا وقت شمار ہو تو اس وقت بھی یہی حکم ہے۔اسی طرح جغرافیائی اختلافات اور ثقافتی اختلافات کی وجہ سے دنیا میں موجود تمام افراد کے تنہائی کا وقت صرف ان تین اوقات کے ساتھ محدود نہیں ہے لہٰذا باقی اوقات کا بھی یہی حکم ہے کہ بچے اپنے والدین کے کمرے میں جاتے وقت ان سے اجازت طلب کریں۔پس آیہ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ والدین جب آرام کر رہے ہوں اور اپنے کپڑے اتارے ہوئے ہوں یا نازک کپڑے پہنے ہوئے ہوں اور ممکن ہے کہ وہ جنسی تعلقات استوار کر رہے ہوں تو ان اوقات میں بچوں کو ان کے کمرے میں داخل نہیں ہونا چاہیے۔[۳۰]

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: { قُلتُ لِأبي عَبدِ اللّه عليه السلام: الرَّجُلُ يَستَأذِنُ عَلى أبيهِ؟ }کیا کسی فرد کو اپنے والد کے پاس جانے کے لئے اجازت طلب کرنی ہوگی؟ امام نے فرمایا: {قالَ : نَعَم، قَد كُنتُ أستَأذِنُ عَلى أبي ولَيسَت أُمّي عِندَهُ، وإنَّما هى امرَأةُ أبي ، تُوُفِّيَت أُمّي وأنا غُلامٌ ، وقَد يَكونُ مِن خَلوَتهما ما لا اُحِبُّ أن أفجَأهماعَلَيهِ، ولا يُحِبّانِ ذلِكَ مِنّي، وَالسَّلامُ أصوَبُ وأحسَنُ}[۳۱] ہاں، میں بھی اپنے والد کے پاس جانے کے لئے اجازت طلب کرتا تھا، جب کہ میری والدہ فوت ہو گئی تھیں اور میرے والد نے دوسری شادی کر لی تھی اور میں نوجوان تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ذاتی زندگی میں کچھ

---

[۳۰] تفسیر نمونہ، ج۱۴، ص۵۴۱۔
[۳۱] الکافی، ج۵، ص۵۲۸؛ نور الثقلین، ج۳، ص۵۸۶.

ایسے عمل میں مصروف ہوں کہ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی انہیں اس حالت میں ڈسٹرپ کر دیں اور وہ میرے اس عمل کو پسند بھی نہیں کرتے ہیں۔ لہٰذا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ان سے اجازت طلب کریں اور انہیں سلام کریں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: { السنن الكبرى عن عطاء بن يسار: أنَّ رَسولَ اللّه صلى لله عليه و آله سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقالَ : أستَأذِنُ يا رَسولَ اللّه عَلى اُمّي؟ فَقالَ :نَعَم .فَقالَ : إنّي مَعها فِي البَيتِ فَقالَ : استَأذِن عَلَيها فَقالَ الرَّجُلُ : إنّي خادِمها فَقالَ : أتحِبُّ أن تَراهاعُريانَةً؟ قالَ :لا .قالَ :فَاستَأذِن عليها}[۳۲] کسی نے خدا کے نبی سے پوچھا: اے اللہ کے نبی: کیا میں اپنی والدہ کے پاس جانے کے لئے اجازت طلب کروں؟آپ نے فرمایا: ہاں۔اس شخص نے کہا: میں اس کے ساتھ ایک گھر میں رہتا ہوں۔آپ نے فرمایا: اس کے پاس وارد ہونے کے لئے اجازت طلب کرو۔اس شخص نے کہا: میں اس کا خادم ہوں۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اسے ننگے دیکھنا پسند کرتے ہو؟اس نے کہا: ہرگز نہیں۔آپ نے فرمایا: پس اس کے پاس وارد ہونے کے لئے اجازت طلب کرو۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: {يَستأذِنُ الرَّجُلُ إذا دَخَل عَلَى أبيهِ ، ولا يَستَأذِنُ الأبُ عَلَى الابنِ.قالَ : ويَستأذِنُ الرَّجُلُ عَلَى ابنَتِهِ واُختِهِ إذا كانَتا مُتَزَوِّجَتَينِ}[۳۳] کسی بھی شخص کے لئے اپنے باپ کے پاس وارد ہونے کے لئے اجازت طلب کرنا لازم ہے لیکن باپ کے لئے لازم نہیں ہے کہ وہ اپنے بیٹے کے پاس وارد ہونے کے لئے اجازت طلب کرے۔اسی طرح باپ پر لازم ہے کہ وہ اپنی شادی شدہ بیٹی اور بہن کے پاس جائیں تو ان سے اجازت طلب کرے۔

---

[۳۲] السنن الکبری : ج ۷ ص ۱۵۷ ح ۱۳۵۵۸ ، الدرّ المنثور: ج ۶ ص ۲۲۰ نحوہ.
[۳۳] الکافی : ج ۵ ص ۵۲۸ ح ۳ عن ابی ایوب الخزّاز وراجع : مشکاۃ الانوار : ص ۳۴۴ ح ۱۱۰ .

ماہرین نفسیات کے مطابق بھی اگر کوئی بچہ اپنے والدین کو جنسی تعلقات قائم کرتے ہوئے مشاہدہ کر لیں تو اس کے ذہن میں بہت زیادہ منفی اثرات پڑتے ہیں۔

۶۔ دوسروں کی شرمگاہوں کی طرف دیکھنے سے پرہیز کرنا

بچوں کے سامنے کپڑے اتارنے سے دو طرح سے ان پر منفی اثر پڑتا ہے: ایک طرف یہ ان کی شرم اور حیاء کو ختم کر دیتا ہے اور دوسری طرف یہ عمل بچوں کو جنسی طور پر تحریک کرتا ہے۔ یہ مسئلہ بچوں کے کپڑے اتارنے اور ان کے شرمگاہ کو دیکھنے کے حوالے سے بھی ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: {بئس البيت الحمام يهتک الستر و يبدی العورة و نعم البيت الحمام يذكر حر النار و من الآداب أن لا يدخل الرجل ولده معه الحمام فينظر إلى عورته} [۳۴] گھر کا بدترین حصہ حمام ہے کیونکہ غسل خانہ میں شرمگاہیں آشکار ہو جاتی ہیں۔ دوسری جہت سے گھر کا بہترین جگہ غسل خانہ ہے کیونکہ جہنم کی آگ یاد دلاتا ہے۔ادب اور شائستگی کا تقاضا ہے کہ باپ اپنے بیٹے کو حمام اور غسل خانے میں اپنے ساتھ نہ لے جائیں تا کہ بیٹے کی نظر باپ کی شرمگاہ پر نہ پڑے۔ اس حدیث میں امام صادق علیہ السلام بچوں کی جنسی اشتعال کو روکنے کے لئے ایک اور طریقہ فرمارہے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ والدین اپنے بچوں کو غسل خانے میں ساتھ نہ لے جائیں اور ان کے سامنے کپڑے اتارنے سے پرہیز کریں۔

امام صادق علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں: {لايدخل الرجل مع ابنه الحمام فينظر إلى عورته ، و قال: لَيسَ لِلوالِدَينِ أن يَنظُرا إلى عَورَةِ الوَلَدِ ، ولَيسَ لِلولَدِ أن يَنظُرَ إلى عَورَةِ الوَالِدِ.} [۳۵] باپ کو اپنے بیٹے کے ساتھ حمام میں نہیں

---

[۳۴] کتاب من لایحضرہ الفقیہ، ج۱، ص۱۱۵؛ بحار الأنوار، ج۷۶، ص۷۷.

[۳۵] الکافی، ج۶، ص۵۰۳؛ کتاب من لایحضرہ الفقیہ، ج۱، ص۱۱۵؛ وسائل الشیعۃ، ج۲، ص۵۶.

جانا چاہیے تاکہ بیٹے کی نظر باپ کی شرمگاہ پر نہ پڑے۔ والدین کو اپنے بچے کی شرمگاہ کو دیکھنے کا کوئی حق نہیں ہے، اور بچوں کے لئے بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے والدین کی شرمگاہ کی طرف نگاہ کریں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی سلسلے میں فرماتے ہیں: { المستدرك على الصحيحين عن محمد بن بياض : رُفعتُ إلى رَسولِ اللّه صلى لله عليه و آله في صِغَري وعَلَيَ خِرقَةٌ وقَد كُشِفَت عَورَتي ، فَقالَ :غَطُّوا حُرمَةَ عَورَتِهِ فَإِنَّ حُرمَةَ عَورَةِ الصَّغيرِ كَحُرمَةِ عَورَةِ الكَبيرِ، ولا يَنظُرُ اللّه إلى كاشِفِ عَورَةِ.. }[۳۶] مجھے بچپن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جایا گیا۔ میرے جسم پر لباس کا ایک ٹکڑا تھا جس کی وجہ سے میری شرمگاہیں ظاہر ہو گئی۔ آپ نے فرمایا: اس کے شرمگاہوں کو ڈھانپ دو، کیونکہ بچے کے شرمگاہ کی حرمت بھی بڑے افراد کی شرمگاہوں کی حرمت کی طرح ہیں اور خداوند متعال ایسے افراد کی طرف نظر نہیں کرتا جو اپنی شرمگاہوں کو ظاہر کرتا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: { كانَ عَلِيُ بنُ الحُسَينِ عليه السلامإذا حَضَرَ وِلادَةُ المَرأةِ قالَ : أخرِجوا مَن فِي البَيتِ مِنَ النِّساءِ ؛ لا تَكونُ المَرأةُ أوَّلَ ناظِرٍ إلى عَورَتِه}[۳۷] امام زین العابدین علیہ السلام ہمیشہ جب بھی ان کی شریک حیات کی وضع حمل قریب ہو جاتی، تو فرماتے تھے کہ کمرے میں موجود خواتین باہر نکل جائیں تاکہ خواتین کی پہلی نظر شرمگاہ کی طرف نہ ہو۔[۳۸]

---

[۳۶] المستدرك على الصحيحين، ج۳، ص۲۵۷؛ كنزالعمال، ج۷، ص۳۲۰.

[۳۷] كتاب من لا يحضره الفقيه: ج ۳ ص ۵۶۰ ح ۴۹۲۵ ، الكافي : ج ۶ ص ۱۷ ح ۱ ، تهذيب الأحكام : ج ۷ ص ۴۳۶ ح ۱۷۳۷

[۳۸] الوافی: ج ۲۳ص۱۳۱

۷۔ بچوں کو مناسب لباس پہنانا

امام علی فرماتے ہیں: ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بقیع میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک عورت کسی سواری پر سوار ہو کر وہاں سے گزر رہی تھی کہ اچانک وہ سواری سے زمین پر گر پڑی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر دیا۔ آپ کو کہا گیا کہ اس عورت نے شلوار پہن رکھی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: یااللہ، تیری مغفرت اور بخشش ان عورتوں کو شامل کر دیں جو شلوار پہن لیتی ہے۔ اے لوگو: شلوار ڈھانپنے کے لئے بہترین کپڑا ہے۔ تمہاری بیویاں گھروں سے سے نکلتے وقت شلوار پہن کر اپنی حفاظت کیا کریں۔

جسمانی خصوصیات کے اعتبار سے لڑکیوں کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے لڑکوں کا مناسب لباس پہنانا نہایت ہی ضروری ہے۔ والدین اپنے بچوں کو اس بات کی تعلیم دیں کہ انہیں کس قسم کا لباس لباس زیب تن کرنا چاہیے اور کس قسم کا لباس زیب تن نہیں کرنا چاہیے تاکہ بچے صحیح لباس کا انتخاب کریں۔ آج کل یہ بات فیشن بن چکی ہے کہ مرد اور عورت دونوں نازک اور ٹائیٹ لباس پہن لیتے ہیں جس سے جسم کے تمام اعضاء ظاہر ہوتے ہیں اور یہ عمل دوسرے افراد کی جنسی خواہشات ابھارنے کا باعث بنتا ہے جس کی وجہ ہر دن ریپ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اغوا کر کے اپنی جنسی تسکین کا نشانہ بناتے ہیں۔ یہ سب والدین کی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لباس کے انتخاب میں ایسی چیزوں کو مد نظر نہیں رکھتے بلکہ وحشی اور درندہ صفت افراد کے لئے اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں سے تیار کر کے بھیج دیتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرے میں اخلاقی برائیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ لہٰذا والدین کو چاہیے کہ

اپنی اولاد کو یہ بات سکھا دیں کہ معاشرے میں لڑکی کو کیا لباس پہنا چاہیے اور لڑکے کو کیا لباس زیب تن کرنا چاہیے۔ بچوں کے لئے بچیوں کا لباس یا لڑکیوں کے لڑکوں کا لباس پہنانے سے گریز کرنا چاہیے۔ لڑکیوں کو چھوٹے عمر میں ہی چادر اور اسکارف پہننے کی عادت ڈالنا انہیں مستقبل میں ہر قسم کی اخلاقی برائیوں سے دور رکھتا ہے اور حجاب اس کا محافظ بن جاتا ہے۔

تربیتی نکات

۱. والدین پر واجب ہے کہ وہ اپنے بچوں کی جنسی تربیت کریں اور ان کی جنسی خواہشات کو صحیح سمت کی طرف راہنمائی کریں اور ان کے جنسی خواہشات کو جائز طریقہ سے پورا کرنے کے لئے ان کی مدد کریں۔

۲. بچوں کی جنسی تربیت کے وجوب کا حکم ان کی بلوغت سے پہلے ہے لیکن آیہ و قایہ اور رسالہ حقوق امام سجاد علیہ السلام کے مطابق اس کی انتہا کے لئے کوئی وقت معین نہیں ہے۔

۳. بچوں کی حفاظت کی جو ذمہ داری ہے وہ احتمال تاثیر کے ساتھ مشروط ہے۔ لہٰذا اگر والدین کو ذاتی طور پر یہ اطمینان حاصل ہو کہ ان کی باتوں اور ان کے کسی بھی کام سے ان کے بچوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا تو اس وقت یہ ذمہ داری ان سے ساقط ہو جاتی ہے۔

۴. والدین کی ذمہ داریوں میں سے ایک بچوں کی جنسی تربیت کرنا ہے اور والدین کو چاہئے کہ بچوں کے بستر کو جدا کریں۔

۵. بچوں کے بستر کو جدا کرنے کی ذمہ داری صرف والدین کا نہیں ہے، بلکہ ہر وہ فرد جو بچے کا مربی ہو اور بچے کی تربیت کا تعلق اس سے ہو وہ بھی ذمہ دار ہے۔

۶. بچوں کے بستر کو جدا نہ کرنا بچوں کے جلدی بلوغ اور جنسی تحریک کا باعث بنتا ہے۔

۷. والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو محرم اور غیر محرم، حلال اور حرام کی تعلیم دے۔

۸. کسی لڑکی یا لڑکے کے ساتھ ماں کا غیر مناسب جسمانی رابطہ اس کو جنسی طور پر منحرف کر سکتا ہے۔

۹. والدین نامحرم افراد کے سامنے پردے کی رعایت کریں اور اس سلسلے میں سہل انگاری اور سادہ اندیشی سے پرہیز کریں۔

۱۰. والدین بچوں کے سامنے عشق و عاشقی سے پرہیز کریں۔

۱۱. والدین بچوں کو اس چیز کی تعلیم دیں کہ انسان کے بعض اعضاء اس کی ذاتی اور شخصی حریم کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے ان کی طرف نگاہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۱۲. ماوں کو اس بات کی طرف توجہ رکھنی چاہئے کہ بچوں کی جسمانی صفائی کرتے وقت کوئی اور بچہ اس کی طرف نہ دیکھ رہا ہو۔

۱۳. بیدار اور ہوشیار بچوں کے ہوتے ہوئے مجامعت کرنا سخت مکروہ ہے لیکن اگر ماہرین تربیت کے مطابق بیدار اور ہوشیار بچوں کے سامنے مجامعت اور ہمبستری بچوں کے مستقبل میں انحراف کا باعث بنتی ہے اس لئے { ولاتعاونوا علی الاثم }کے عنوان سے حرام ہے یا آیہ وقایہ کے مطابق ان کی غیر موجودگی میں جنسی تعلقات قائم کرنا واجب ہے۔

۱۴. بچوں کی جنسی تربیت کے لئے والدین پہلے اپنے بچوں کو یہ سکھائے کہ وہ والدین کے کمرے میں آتے وقت اجازت لے کر آئیں اور اچانک بغیر اجازت کے اندر نہ آئیں۔

۱۵. والدین پر نابالغ بچوں کو والدین کے کمرے میں اجازت لے کر آنے کا طریقہ سکھانا مستحب ہے لیکن بالغ اور بڑے افراد کے لئے یہ طریقہ سکھانا واجب ہے۔

۱۶. بچوں کی جنسی تربیت کرنا والدین پر واجب عینی ہے اگرچہ ماں یا باپ میں سے کسی ایک کی طرف سے یہ ذمہ داری کامل طور پر ادا ہو جائے تو دوسرے افراد سے ساقط ہو جائے گی۔

۱۷. نامحرم انسان چھ سال کی لڑکی کو اپنی آغوش میں نہ لیں اسی طرح اس کا بوسہ بھی نہ لیں۔

۱۸. چھوٹی بچیوں کے جسم دوسروں کے سامنے عریان نہیں ہونا چاہیے۔

۱۹. بچوں کے سونے کی جگہ یعنی بستر چھ سال کے بعد جدا ہونا چاہیے۔

۲۰. والدین ایک دوسرے کے ساتھ پیار و محبت اور عشق و عاشقی کرتے وقت اس بات کی طرف توجہ رکھے کہ بچے گھر میں ہمیشہ ان کے اعمال اور رفتار کے نظارہ گر ہیں ، لہٰذا اس چیز سے غافل نہ رہے۔

۲۱. کسی بچے کے جنسی اعضاء سے کھیلنا جنسی اشتعال اور قبل از وقت بلوغت کا سبب بن سکتا ہے۔

۲۲. بالغ افراد کو مخالف جنس کے بچوں کا بوسہ لینے سے گریز کرنا چاہئے۔

۲۳. والدین کو غیر محرم کے سامنے حجاب کا پابند رہنا چاہئے اور اس سلسلے میں غفلت نہیں برتنا چاہئے کیونکہ بچوں پر اس کا بہت زیادہ اثر پڑتا ہے۔

نتیجہ:

اسلامی نقطہ نظر سے، جنسی تعلیم وتربیت کا مطلب جنسی غریزہ کی رشد اور نشوونما اس طرح سے کرنا ہے کہ عفت جنسی اور صحت جنسی دونوں حاصل ہو۔ دینی نقطہ نگاہ سے جنسی تعلیم وتربیت بلوغت سے قبل

اور تقریباانسان کی پیدائش سے ہی شروع ہوتی ہے۔ بچوں کی جنسی تعلیم وتربیت، تعلیم وتربیت کے ایک اہم اور حساس حصہ ہے۔ کیونکہ یہ بچے کی مستقبل میں سعادت اور شقاوت میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔تربیت سے مراد مربی کا متربی کے مختلف جہات میں سے کسی ایک جہت { جیسے جسم، روح ،ذہن،اخلاق، عواطف یا رفتار وغیرہ } میں موجود بالقوۃ صلاحیتوں کو تدریجی طور بروئے کار لانا یا متربی میں موجود غلط صفات اور رفتار کی اصلاح کرنا تاکہ وہ کمالات انسانی تک پہنچ سکے۔تربیت جنسی سے مراد والدین یامربی کا بچے کی جنسی خواہشات کو صحیح سمت کی طرف رہنمائی کرنااور اسے مختلف انحرافات سے بچانا تاکہ بچے بالغ ہونے کے بعد جنسی خواہشات کو پورا کرنے میں انحرافات کا شکار نہ ہو۔ والدین اور مربی کا بچوں کے لئے بچپن، نوجوانی اور جوانی میں سیکس ایجوکیشن دینا، مناسب جنسی رجحان رکھنے اور جنسی انحرافات کو روکنے کے لئے معاون ومددگار ثابت ہوتے ہیں۔والدین اور مربی بچوں کی جنسی تربیت کریں تاکہ وہ بلوغت کے دوران جنسی گناہوں کا ارتکاب نہ کریں اور بلوغت کے بعد جنسی انحرافات کا شکارنہ ہو

متعدد قرآنی اور حدیثی شواہد کے مطابق والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنے بچے کی جنسی تربیت کریں تاکہ بالغ ہونے کے بعد وہ اسلامی قوانین کا پابند ہو اور شرعی احکامات کی مخالفت نہ کریں تاکہ آخرت میں عذاب کا سامنا کرنا نہ پڑے۔ لہٰذا بچوں کو جنسی تعلیم دینااوران کے جنسی خواہشات کو صحیح سمت کی طرف راہنمائی کرنااور انہیں جنسی انحرافات سے بچانا اور ان کی جنسی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے جائز مواقع فراہم کرنا۔۔وغیرہ یہ سب والدین کی شرعی ذمہ داری ہے۔

منابع:

۱. قرآن کریم

۲. ابن شعبہ حرانی، حسن بن علی، تحف العقول عن آل الرسول، تحقیق علی اکبر غفاری، قم، جامعہ مدرسین، چاپ دوم، ۱۴۰۴ھ۔
۳. اعرافی علی رضا، سید نقی موسوی، فقہ تربیتی، ص۱۴۱، موسسہ اشراق قم۔
۴. اعرافی، علی رضا، سید نقی، تربیت فرزند با رویکرد فقہی، موسسہ اشراق و عرفان قم.
۵. انصاری، موسوعۃ احکام الاطفال و ادلتہا، ج ۳،
۶. تربیت جنسی کودک و نوجوان.
۷. ثلاث رسائل فی نظریۃ الجنس.
۸. حر عاملی، محمد بن الحسن، وسایل الشیعۃ، ناشر دار احیاء التراث بیروت لبنان.
۹. حسینی جلالی، سید محمد رضا، جہاد امام سجاد، ترجمہ موسی دانش، مشہد، بنیاد پژوہش ہای اسلامی، چاپ اول، ۱۳۸۲ش۔
۱۰. راوندی، فضل اللہ بن علی، النوادر، قم، دار الکتب، بی تا .
۱۱. صدوق، محمد بن علی، الامالی، ص۳۶۸تا۳۷۵، تہران، کتابچی، چاپ ششم، ۱۳۷۶ش۔
۱۲. صدوق، محمد بن علی، من لا یحضرہ الفقیہ، تحقیق علی اکبر غفاری، ج۲، ص۶۱۸تا۶۲۵، قم، جامعہ مدرسین، چاپ دوم، ۱۴۱۳ھ۔
۱۳. صدوق، محمد بن علی، الخصال، تحقیق علی اکبر غفاری، ج۲، قم، جامعہ مدرسین، چاپ اول، ۱۳۶۲ش۔
۱۴. طبرسی، حسن بن فضل، مکارم الأخلاق، قم شریف رضی، ۱۴۱۲ق۔
۱۵. طوسی، محمد بن حسن، تہذیب الأحکام. دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۴۰۷ق۔ ۴ع
۱۶. فقیہی، علی نقی؛ (۱۳۸۷)، تربیت جنسی: مبانی اصول و روش ہا از منظر قرآن و حدیث، قم: سازمان چاپ و نشر دار الحدیث، چاپ دوم ۱۳۸۷.
۱۷. کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، انتشارات علمیہ اسلامیہ.
۱۸. متقی الہندی، کنز العمال، تحقیق: محمود عمر الدمیاطی، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۴ق.
۱۹. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، مؤسسہ الوفاء، بیروت، دوم، ۱۴۰۳ھ.ق.

۲۰. محدث نوری، حسین بن محمد تقی، مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، مؤسسہ آل البیت علیہم السلام، چاپ اول، ۱۴۰۸ھ۔
۲۱. المستدرک علی الصحیحین. بی تا، بی جا۔
۲۲. مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، چاپ مدرسہ امیر المومنین ع، ناشر دار الکتب اسلامی ،چاپ ہشتم، ۱۳۷۰ش.
۲۳. نجاشی، احمد بن علی، رجال النجاشی، قم، جامعہ مدرسین، چاپ ششم، ۱۳۶۵ش۔
۲۴. نور الثقلین.